تجوید قرآن

مؤلف :علی اصغر رضوانی

یہ کتاب برقی شکل میں نشرہوئی ہے اور شبکہ الامامین الحسنین (علیہما السلام) کے گروہ علمی کی نگرانی میں اس کی فنی طورپرتصحیح اور تنظیم ہوئی ہے۔

تجوید قرآن

مولف

علی اصغر رضوانی

ہمارے گروپ کی نشریات میں مندرجہ ذیل چیزیں شامل ہیں:

فقہی احکام (خواتین کے مخصوص مسائل) خواتین کے گروپ میں

عقائد

وظیفے

میمبرز کے سوالات۔ جو وہ الگ سے پوچھ سکتے ہیں

کلمات امیر المومنین از نہج البلاغہ۔ روزانہ ایک کلمہ حکمت ترجمہ اور اسکی تشریح بھیجی جاتی ہے۔

احادیث۔

اعمال۔ ہر مناسبت کے حوالے سے اعمال بھیجے جاتے ہیں۔

دعائیں اور دیگر دینی معلومات۔

اللہ آپکو علم دین حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

Quran o Itrat Academy, Karachi

Whatsapp Number +923082499033

Join us

فہرست

علم تجوید اور اس کی اہمیت و ضرورت
تجوید کے معنی
تجوید کی تعریف
علم تجوید کی عظمت
تجوید کے شعبے
حروف
مخارج حروف
جوف دہن
حلق
زبان
ہونٹ
ناک
اقسام حروف
حروف مد
حروف لین
حروف شمسی
حروف قمری
کیفیات و صفات حروف
١۔ حروف قلقلہ
٢۔ حروف استعلاء
٣۔ حروف یرملون
٤۔ حروف حلق

کیفیات ادائیگی حروف

۱۔ادغام
الف:ادغام یرملون
ب:ادغام مثلین
ج:ادغام متقاربین
د:ادغام متجانسین
۲۔اظہار
۳۔قلب
٤۔اخفاء
حرکات
مد
مد اصلی
مد غیر اصلی
واجب متصل
جائز متصل
مد لازم
مد عارض
مد لین
مد عوض
تفخیم و ترقیق
تفخیم
ترقیق
-ر-میں تفخیم کی چند صورتیں

-ر- میں ترقیق کی چند صورتیں

-ل-۔ میں تفخیم کی چند صورتیں

-ل-۔ میں ترقیق کی صورتیں

وقف ووصل

وقف

وصل

وقف کی مختلف صورتیں

حرف -ت- پر وقف

تنوین پر وقف

وقف ووصل کی غلط صورتیں

وقف بحرکت

وصل بسکون

وقف کے بعد

اقسام وقف

وقف جائز ولازم

رموز اوقاف قرآن

کیفیت حرکات

اشباع

امالہ

ضمیر

علم تجوید اور اس کی اہمیت و ضرورت

تجوید کے معنی:

بہتر اور خوبصورت بنانا۔

تجوید کی تعریف:

تجوید اس علم کا نام ہے جس سے قرآن کے الفاظ اور حروف کی بہتر سے بہتر ادائیگی اور آیات و کلمات پر وقف کے حالات معلوم ہوتے ہیں۔

اس علم کی سب سے زیادہ اہمیت یہ ہے کہ دنیا کی ہر زبان اپنی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ بھی رکھتی ہے کہ اس کا طرز و لہجہ "دوسری زبانوں سے مختلف ہوتا ہے اور یہی لہجہ اس زبان کی شیرینی، چاشنی اور اس کی لطافت کا پتا دیتا ہے۔

جب تک لہجہ و انداز باقی رہتا ہے زبان دلچسپ اور شیریں معلوم ہوتی ہے اور جب لہجہ بدل جاتا ہے تو زبان کا خاصہ ختم ہو جاتا ہے۔ ضرورت ہے کہ کسی زبان کو سیکھتے وقت اور اس میں تکلم کرتے وقت اس بات لحاظ رکھا جائے کہ اس کے الفاظ اس انداز سے ادا ہوں کہ جس انداز سے اہل زبان ادا کرتے ہیں اور اس میں حتی الامکان وہ لہجہ باقی رکھا جائے جو اہل زبان کا لہجہ ہے اس" لئے بغیر تجوید، زبان تو وہی رہے گی لیکن اہل زبان اسے زبان کی بربادی ہی کہیں گے۔

اردو زبان میں بے شمار الفاظ ہیں جن میں "ت" اور "د" کا لفظ آتا ہے اور انگریزی زبان میں ایسا کوئی لفظ نہیں ہے۔ انگیریزی بولنے والا جب اردو کے ایسے لفظ کو استعمال کرتا ہے تو "تم" کے بجائے "ٹم" اور "دین" کے بجائے "ڈین" کہتا ہے جو کسی طرح بھی اردو کہے جانے کے لائق نہیں ہے۔

یہی حال عربی زبان کا بھی ہے کہ اس میں بھی الفاظ و حروف کے علاوہ تلفظ و ادائیگی کو بھی بے حد دخل ہے اور زبان کی لطافت کا زیادہ حصہ اسی ایک بات سے وابستہ ہے۔ اس کے سیکھنے والے کا فرض ہے کہ ان تمام آداب پر نظر رکھے جو اہل زبان نے اپنی زبان کے لئے مقرر کئے ہیں اور ان کے بغیر تکلم کر کے وہ دوسرے کی زبان کو برباد نہ کرے۔

علم تجوید کی عظمت

ایسے اصول و آداب اور اس طرح کے شرائط و قوانین کو پیش نظر رکھنے کے بعد پہلا خیال یہی پیدا ہوتا ہے کہ انسان ایسی زبان کو حاصل ہی کیوں کرے جس میں اس طرح کے قواعد ہوں اور جس کے استعمال کے لئے غیر معمولی اور غیر ضروری زحمت کا سامنا کرنا پڑے لیکن یہ خیال بالکل غلط ہے۔ ایک غیر مسلم تو یہ بات سوچ بھی سکتا ہے مگر مسلمان کے امکان میں یہ بالکل نہیں ہے۔ مسلمان کی اپنی کتاب اور اس کا

دستور زندگی عربی میں ہی نازل ہوا ہے۔ اس کی دنیا و آخرت کا پیغام عربی زبان ہی میں ہے اور وہ دستور، قانون زندگی ہونے کے علاوہ رسول اکرم (ص) کا معجزہ اور اس کی برتری کی دلیل بھی ہے۔ اب اگر اس کتاب کو نظر انداز کر دیا گیا تو اسلام کا امتیاز ہی کیا رہے گا اور رسالت پیغمبر اسلام (ص) کو ثابت کرنے کا وسیلہ کیا ہو گا۔

قرآن صرف دستور حیات ہوتا تو ممکن تھا کہ انسان کسی طرح بھی تلفظ کر کے مطلب نکال لیتا اور عمل کرنا شروع کر دیتا۔ دستور زندگی معنی چاہتا ہے اسے الفاظ کے حسن سے زیادہ دلچسپی نہیں ہوتی۔ لیکن قرآن کریم معجزہ بھی ہے۔ وہ قدم قدم پر اپنی تلاوت کی دعوت بھی دیتا ہے۔ اپنی فصاحت و بلاغت کا اعلان بھی کرتا ہے اور اپنے سے وابستہ افراد کو متوجہ بھی کراتا ہے کہ اس کے محاسن پر غور کریں اور اس کی خوبیوں کو عالم آشکار کریں۔

یہ ناممکن ہے کہ کوئی شخص اس کے ماننے والوں میں شمار ہو اور اس کی طرف سے بے توجہ ہو جائے۔ لہٰذا جب توجہ کرے گا تو تلاوت کرنا ہو گی اور جب تلاوت کی منزل میں آئے گا تو ان تمام اصول و آداب کو سیکھنا پڑے گا جن سے زبان کا حسن و امتیاز ظاہر ہوتا ہے۔

قرآن مجید تو خود بھی ترتیل وغیرہ کا حکم دیتا ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہر طور تلاوت کرا کے اپنے حسن کو پامال نہیں کرانا چاہتا اور اس کا منشاء یہی ہے کہ اس

کی تلاوت کی جائے تو انہیں شرائط و آداب کے ساتھ جن سے اس کی عظمت اور اس کا حسن وابستہ ہے۔

اس مقام پر یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی انسان ان امتیازات کے باوجود تلاوت قرآن نہ کرے اور بہت سے بہت ثواب سے محروم ہو جائے۔اس پر کوئی ایسا دباؤ نہیں ہوتا کہ وہ تلاوت کی ذمہ داری لیکران تمام مشکلات میں گرفتار ہو لیکن اسلام نے نماز میں حمد وسورہ وغیرہ واجب کرکے اس آزادی کو بھی ختم کر دیا اور واضح طور پر بتادیا کہ تلاوت قرآن ہر مسلمان کا فرض ہے نیز تلاوت عربی زبان کے بغیر نہیں ہو سکتی۔زبان کا عربی رہ جانا بھی اس بات پر موقوف ہے کہ اس کے آداب و شرائط کا لحاظ رکھا جائے اور اس میں کوئی ترمیم اور تبدیلی نہ کی جائے

جس کے بعد یہ کہنا بھی صحیح ہے کہ علم تجوید اپنی تفصیلات کے ساتھ نہ سہی لیکن ایک مقدار تک واجب ضرور ہے اور اس کے بغیر نماز کی صحت مشکل ہے اور نماز ہی کی قبولیت پر سارے اعمال کی قبولیت کا دار و مدار ہے۔اب اگر کوئی شخص تجوید کے ضروری قواعد کو نظر انداز کر دیتا ہے تو قرات قرآن کی طرح نماز کو بھی برباد کرتا ہے اور جو نماز کو برباد کرتا ہے، اس کے سارے اعمال کی قبولیت پر سوالیہ نشان لگ جاتا ہے اور یہی علم تجوید کی عظمت و برتری کی بہترین دلیل ہے۔

تجوید کے شعبے

علم تجوید میں مختلف قسم کے مسائل سے بحث کی جاتی ہے۔ کبھی قرآن کے جدا حروف کے بارے میں دیکھا جاتا ہے کہ ان کے ادا کرنے کا صحیح طریقہ کیا ہے، کبھی مرکب الفاظ کی ادائیگی کے بارے میں گفتگو ہوتی ہے اور کبھی پورے پورے جملے کے بارے میں بحث ہوتی ہے کہ اس کے ادا کرنے میں وقف و وصل کے اصول کیا ہوں گے اور انہیں کس طرح ادا کیا جائے گا۔

تجوید کے مسائل سے باخبر ہونے کے لئے ان تمام انواع واقسام پر نظر کرنا ہوگی اور ان سے باقاعدہ طور پر واقفیت پیدا کرنا ہوگی

حروف

چونکہ علم تجوید میں قرآن مجید کے حروفؑ سے بحث ہوتی ہے اس لئے ان کا جاننا ضروری ہے۔

عربی زبان میں حروف تہجی کی تعداد ۲۹/ ہے۔ٹ۔ڈ۔ڑ وغیرہ ہندی کے مخصوص حروف ہیں اور پ۔چ۔ژ۔گ فارسی کے مخصوص حروف ہیں۔ ان کے علاوہ جملہ حروف تینوں زبانوں میں مشترک ہیں۔

یہ حروف اپنے طرز ادا کے اعتبار سے مختلف قسم کے ہیں۔ان اقسام کے سلسلہ میں بحث کرنے سے پہلے ان مقامات کا پتہ لگانا ضروری ہے جہاں سے یہ حروف ادا ہوتے ہیں اور جنہیں علم تجوید میں "مخرج" کہا جاتا ہے۔

مخارج حروف

علمائے تجوید نے ۲۹/ حروف تہجی کے لئے جو مخارج بیان کئے ہیں ان کی تعداد ۱۷/ ہے جنہیں مندرجہ ذیل پانچ مقامات سے ادا کیا جاتا ہے۔

۱۔جوف دہن

۲۔ حلق

۳۔زبان

۴۔ ہونٹ

۵۔ ناک۔

یہاں مختصر لفظوں میں ان حروف کے مخارج کا تعین کیا جا رہا ہے۔ عملی طور پر صحیح تلفظ کرنے کے لئے اہل فن کا سہارا لینا پڑے گا۔

جوف دہن

جوف دہن سے صرف تین حروف " الف۔ واو۔ ی" ادا ہوتے ہیں بشرطیکہ یہ ساکن ہوں جیس۔ کریے جواد۔ غفورم

حلق

حلق کے تین حصے ہیں :

ا۔ابتدائی حصہ :اس سے "خ۔غ" ادا ہوتا ہے۔

۲۔درمیانی حصہ : اس سے " ح۔ع" ادا ہوتا ہے۔

۳۔آخری حصہ : اس سے "ہ۔ء" ادا ہوتا ہے

زبان

حروف کی ادائیگی کے لحاظ سے اس کے دس حصے ہیں :

ا۔آخر زبان اور اس کے مقابل تالو کا حصہ۔اس سے "قاف" کی آواز پیدا ہوتی ہے۔

۲۔ "قاف" کے مخرج سے ذرا آگے کا حصہ اور اس کے مقابل کا تالو،ان کے ملانے سے "کاف" کی آواز پیدا ہوتی ہے۔

۳۔ زبان اور تالو کا درمیانی حصہ ، ان سے ” جیم ” ” شین ” ” ی ” کی آواز پیدا ہوتی ہے۔

۴۔ زبان کا کنارہ اور اس کے مقابل داہنی یا بائیں جانب کے ڈاڑھیں جن کے ملانے سے ” ضاد ” کی آواز پیدا ہوتی ہے۔

۵۔ نوک زبان اور تالو کا ابتدائی حصہ جس کے ملانے سے ”لام ” کی آواز پیدا ہوتی ہے

۔

۶۔ زبان کا کنارہ اور ” لام ” کے مخرج سے ذرا نیچے کا حصہ ، جس سے ”ن ” کی آواز پیدا ہوتی ہے۔

۷۔ نوک زبان کا نچلا حصہ اور تالو کا ابتدائی حصہ ان کے ملانے سے ” ر ” ادا ہوتی ہے

۔

۸۔ زبان کی نوک اور اگلے دونوں اوپری دانتوں کی جڑ ، زبان کو اوپر کی جانب اٹھاتے ہوئے ذرا ذرا سے فرق سے ”ط ” ”دال ” اور ” ت ” ادا ہوتی ہے۔

۹۔ زبان کی نوک اور اگلے اوپری اور نچلے دانتوں کے کناروں سے ”ز ” ”س ” ”ص ” کی آواز پیدا ہوتی ہے۔

۱۰۔ زبان کی نوک اور اگلے اوپری دانتوں کا کنارہ، ان کے ” ملانے سے ”ث ” ”ذال ” ”ظ ” کی آواز پیدا ہوتی ہے۔

ہونٹ

حروف کی ادائیگی کے لحاظ سے اس کی دو قسمیں ہیں :

ا۔ نچلے ہونٹوں کا اندرونی حصہ اور اگلے اوپری دانتوں کا کنارہ، ان کے ملانے سے "ف" کی آواز پیدا ہوتی ہے۔

۲۔ دونوں ہونٹوں کے درمیان کا حصہ، یہاں سے "ب" "م" "واو" کی آواز نکلتی ہے۔ بس اتنا فرق ہے کہ "واو" کی آواز ہونٹوں کو سکوڑ کر نکلتی ہے اور "ب" "میم" ہونٹوں کو ملانے سے ادا ہوتے ہیں

ناک

غنہ والے حروف ناک سے ادا ہوتے ہیں جو صرف نون ساکن اور تنوین ہے۔ شرط یہ ہے کہ ان کا غنہ کے ساتھ ادغام کیا جائے اور اخفاء مقصود ہو۔ نون اور میم مشدد کا بھی انہیں حروف میں شمار ہوتا ہے۔ں، نّ، مّ۔

اقسام حروف

حروف تہجی کی انداز، ادائیگی، احکام اور کیفیات کے اعتبار سے مختلف قسمیں ہیں۔

حروف مد

واو، ی، الف۔ ان حروف کو اس وقت حروف مد کہا جاتا ہے جب -واوٗ- سے پہلے پیش -الف- سے پہلے زبر اور - ی -سے پہلے زیر ہو اور اس کے بعد ہمزہ یا کوئی ساکن حرف ہو جیسے سوء۔ غفور۔ جآء۔ صآد۔ جیٓء (ج ی ء) جیٓم وغیرہ۔

بعد کے ہمزہ یا حرف ساکن کو سبب کہتے ہیں۔ مد کے معنی آواز کے کھینچنے کے ہیں۔

حروف لین

واو-اور- ی- سے پہلے زیر ہو تو ان دونوں کو حروف لین کہتے ہیں۔

لین -کے معنی ہیں نرمی۔ ان حالات میں یہ دونوں حروف، مد کو آسانی سے قبول کر لیتے ہیں جیسے خوفٌ۔ طیر۔

اگر حرف لین کے بعد کوئی حرف ساکن بھی ہے تو اس حرف پر مد لگانا ضروری ہے **جیسے کٓھٰیٓعٓصٓ (کاف ھا یا عین صاد)** کہ اس کلمہ میں مثلاً عین کی - ی -لین ہے اور اس کے بعد نون ساکن ہے جس کی بنا پر عین کی-ی- کو مد کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے

حروف شمسی

وہ حروف ہیں جن سے پہلے اگر ۔الف لام ۔آجائے توملا کرپڑ ھنے میں ساقط ہو جاتا ہے جیسے ت، ث، د، ذ، ر، ز، س، ش، ص، ض، ط، ظ، ل، ن، ۔ملا کرپڑ ھتے وقت ان کاالف لام ساقط ہو جاتا ہے جیسے والطور ۔ والشّمس، والتین وغیرہ۔

حروف قمری

وہ حروف ہیں جن کے پہلے الف لام آجائے توملانے میں بھی پڑھا جاتا ہے مگرالف نہیں پڑھا جاتا جیسے ا، ب، ج، ح، غ، ف، ق، ك، م۔ و۔ ہ، ی۔ کہ انکوملا کرپڑ ھنے میں لام ساقط نہیں ہوتا جیسے **والقمر، والکاظمین، والمجاہلین، والخیل واللیل وغیرہ۔**

کیفیات و صفات حروف

جس طرح حروف مخارج سے ادا ہوتے ہیں اسی طرح حروف کی مختلف صفتیں ہوتی ہیں مثلاً استعلاء، جہر، قلقلہ وغیرہ۔ کبھی مخرج اور صفت میں اتحاد ہوتا ہے جیسے ۔ح۔ اور ۔ عین۔ اور کبھی مخرج ایک ہوتا ہے اور صفت الگ ہوتی ہے جیسے ۔ ہمزہ۔ اور ۔ہ۔۔

۱۔ حروف قلقلہ

خ۔ د: ان حروف کی خاصیت یہ ہے کہ اگر یہ حروف درمیان یاآخر کلمہ میں ہوں اور ساکن بھی ہوں تو انہیں اس زور سے ادا کرنا چاہئے کہ متحرک معلوم ہوں جیسے یدخلون۔ لم یلد۔

۲۔ حروف استعلاء

یہ سات حروف ہیں: ص، ض، ط، ظ، غ، ق، خ۔ ان کو حروف استعلاء اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان کی ادائیگی کے لئے زبان کو اٹھانا پڑتا ہے جیسے **خط**، **یخصمون**۔

۳۔ حروف یرملون

یہ چہ حروف ہیں: ی، ر، م، ل، و، ن۔ ان حروف کی خاصیت یہ ہے کہ اگر ان سے پہلے نون ساکن یا تنوین ہے تو اسے تقریباً ساقط کر دیا جائے گا اور بعد کے حروف کو مشدد پڑھا جائے گا جیسے **محمد وآل محمد**، **لم یکن له**۔

۴۔ حروف حلق

یہ چہ حروف ہیں: ح۔ خ۔ غ۔ ع۔ ہ۔ ء۔ جو حلق سے ادا کئے جاتے ہیں، ان سے پہلے واقع ہونے والا نون ساکن واضح طور پر پڑھا جائے گا جیسے۔ **انعمتَ**

کیفیات ادائیگی حروف

حروف تہجی کی ادائیگی کے اعتبار سے چار قسمیں ہیں :

۱۔ادغام---- ۲۔اظہار---- ۳۔ قلب---- ۴۔اخفاء

۱۔ادغام

ادغام کے معنی ہیں ساکن حرف کو بعد والے متحرک حرف سے ملا کر ایک کر دینا اور بعد والے متحرک حرف کی آواز سے تلفظ کرنا۔ ادغام کی چار قسمیں ہیں :ادغام یرملون۔ادغام مثلین۔ادغام متقاربین۔ادغام متجانسین۔

الف : ادغام یرملون

اگر کسی مقام پر حروف یرملون میں سے کوئی حرف متحرک ہو اور اس سے پہلے نون ساکن یا تنوین ہو تو اس نون کو ساقط کرکے حرف یرملون کو مشدد کر دیں گے اور اس طرح حرف یرملون میں -ن- کا ادغام ہو جائے گا جیسے -**اشھدان لاالٰہ الاّاللّٰہ**-

۔

اس ادغام میں بھی دو صورتیں ہیں : ادغام غنہ ،ادغام بلاغنہ

ا۔ ادغام غنہ کا طریقہ یہ ہے کہ حروف کو ملاتے وقت نون کی ہلکی آواز باقی رہ جائے۔ جیسا کہ یرملون کے -ی، م، و، ن- میں ہوتا ہے۔ جیسے - **علی ولی اللّٰہ**-۔

۲۔ ادغام بلا غنہ میں نون بالکل ختم ہو جاتا ہے جیسے -لم یکن لہ-۔

یرملون میں ادغام کی شرط یہ ہے کہ نون ساکن اور حرف یرملون ایک ہی لفظ کا جزء نہ ہوں بلکہ دو الگ لفظوں میں پائے جاتے ہوں ورنہ ادغام جائز نہ ہوگا جیسا کہ لفظ - دنیا- ہے کہ اس میں -ی- سے پہلے نون ساکن موجود ہے لیکن ادغام نہیں ہوتا۔

ب : ادغام مثلین

اگر دو حروف ایک طرح کے جمع ہو جائیں اور پہلا ساکن اور دوسرا متحرک ہو تو پہلے کو دوسرے میں ادغام کریں گے جیسے من ناصرین لیکن اس ادغام کی شرط یہ ہے کہ پہلا حرف -حرف مد- نہ ہو ورنہ ادغام جائز نہ ہوگا جیسے -فی یوسف- میں ادغام نہیں ہوا حالانکہ -فی- کی -ی- ساکن ہے اور -یوسف- کی -ی- متحرک اس لئے کہ -ی- حرف مد ہے۔

ج : ادغام متقاربین

متقاربین ان دو حروف کا نام ہے جو مخرج اور صفت کے اعتبار سے قریب ہوں جیسا کہ سابق میں واضح کیا جا چکا ہے کہ بہت سے حروف آپس میں ایک ہی جیسے مخرج سے

ادا ہوتے ہیں اور انہیں قریب المخرج کہا جاتا ہے ۔جیسے- **قُلْ رَّبِّ ---**

اَلَمْ نَخْلُقْكُمْ

د: ادغام متجانسین

اگرایک جنس کے دو ایسے حرف جمع ہو جائیں جن کا مخرج ایک ہو لیکن صفتیں الگ الگ ہوں نیزان میں سے پہلا ساکن اور دوسرا متحرک ہو تو پہلے کو دوسرے میں ادغام کر دیا جائے گا جیسے :

د۔ط۔ت۔ **قَدْ تَّبَيَّنَ، قَالَتْ طَائِفَةٌ- بَسَطْتَّ**

ظ۔ذ۔ث۔ **اِذْ ظَلَمُوْا- يَلْهَثْ ذٰلِكَ**

ب۔م۔ **اِرْكَبْ مَّعَنَا**

د۔ج۔ **قَدْ جَاءَكُمْ**

۲۔ اظہار

اگر نون ساکن یا تنوین کے بعد حروف حلق یا حروف یرملون میں سے کوئی حرف ہو تو اس نون کو با قاعدہ ظاہر کیا جائے گا۔ جیسے : **مِنۡ غَیۡرِہٖ - اَنۡہَار - دُنۡیَا - قِنۡوَانٌ -**

۳۔ قلب

اگر نون ساکن یا تنوین کے بعد -ب- واقع ہو جائے تو نون میم سے بدل جائے گا اور اسے غنہ سے ادا کیا جائے گا جیسے- **اَنۡبِیَاءُ یَنۡبُوۡعاََ** - یہاں پر نون تلفظ میں ہی پڑھا جاتا ہے اور جیسے- **رحیم بکم** - کہ یہاں تنوین کا نون بھی تلفظ میں -میم- پڑھا جائے گا۔

۴۔ اخفاء

حروف یرملون، حروف حلق اور ب کے علاوہ باقی ۱۵/ حروف سے پہلے نون ساکن یا تنوین واقع ہو تو اس نون کو آہستہ ادا کیا جائے گا جیسے :-- **انۡ کان - انۡ شاء - صفاً صفاً - اَنۡدَادَ -**

حرکات

حروف پر آنے والی علامتوں کی پانچ قسمیں ہیں جن میں سے تین کو حرکات کہا جاتا ہے۔زبر۔زیر۔پیش۔ جسے عربی میں فتحہ، ضمہ، کسرہ کہتے ہیں۔ باقی دو میں ایک "مد"- -اور دوسرے کو" سکون" کہا جاتا ہے۔

مد

مد کی دو قسمیں ہیں:

--- ا۔مد اصلی--- ۲۔مد غیر اصلی

مد اصلی

وہ مد ہے جس کے بغیر واوٗ۔ الف۔ ی۔ کی آواز ادا نہیں کی جا سکتی اور اس کے لئے علیحدہ سے کسی سبب کی ضررت نہیں ہوتی **جیسے قال۔۔قیل۔یقول۔**

ان مثالوں میں الف۔ی۔واوٗ کی آواز پیدا کرنے کے لئے ان حرف کو دو حرکتوں کے برابر کھینچنا ہوگا۔ واضح رہے کہ مٹھی بند کرکے متوسط رفتار سے ایک انگلی کے کھولنے میں جتنی دیر لگتی ہے وہ ایک حرکت کی مقدار ہے۔

مد غیر اصلی

وہ مد ہے جہاں - واؤ، الف، ی - کی آواز کو کسی سبب (ہمزہ یا سکون) کی وجہ سے مد اصلی کے مقابل زیادہ کھینچ کر ادا کیا جاتا ہے۔

مد غیر اصلی کی ہمزہ کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں : ا۔ واجب متصل -- ۲۔ جائز متصل

واجب متصل

یہ اس مد کا نام ہے جس میں مد اور ہمزہ ایک ہی کلمہ کا جز ہوں جیسے : جآء ۔ شئٓت ۔ سوء کہ ان تینوں مثالوں میں الف ۔ ی ۔ واؤ۔ اور ہمزہ ایک ہی کلمہ کا جزء ہیں ۔ اس مد کے کھینچنے کی مقدار چار سے پانچ حرکات کے برابر ہے۔

جائز متصل

وہ مد ہے جو حروف مد سے پہلے کلمہ کے آخر میں اور ہمزہ دوسرے کلمہ کے شروع میں واقع ہو، جیسے - **انا اعطیناک ۔ تُوبوا-الی اللّٰہ ۔ بنی اسرائیل** ۔-اس کی مقدار بھی چار سے پانچ حرکات کے برابر ہے۔

مد غیر اصلی کی سکون کے اعتبار سے چار قسمیں ہیں ۔ ا ۔ مد لازم ۔ ۲ ۔ مد عارض ۔ ۳ ۔ مد لین ۔ ۴ ۔ مد عوض

مد لازم

اس مد کا نام ہے جس میں واؤ۔ الف ۔ ی ۔ کے بعد والے ساکن حرف کا سکون لازمی ہو یعنی کسی بھی حالت میں نہ بدل سکتا ہو جیسے" **یٰس (یا سین) حٰمٓعٓسٓقٓ (حا ۔ میم ۔ عین ۔ سین ۔ قاف) الحاقة**- اس کی مقدار چار حرکات کے برابر ہے۔

مد عارض

اس مد کا نام ہے جس میں واؤ۔الف ۔ ی ۔ کے بعد والے حرف کو وقف کے سبب ساکن کر دیا گیا ہو جیسے- غفور ، خبیر، عقاب، خوف- ۔ مد عارض کو دو ، چار یا چھ حرکتوں کے برابر کھینچنا جائز ہے لیکن چھ کے برابر بہتر ہے۔

مد لین

حروف لین کے بعد والا حرف ساکن ہو تو اس پر بھی مد آجائیگا۔ اگر اس حرف کا سکون لازم ہو تو اسے مد لین لازم کہیں گے جیسے " **حمعسق**""" ۔اس مد کی مقدار چار حرکات کے برابر ہے۔ اگر سکون عارضی ہو تو اسے مد لین عارض کہیں گے جیسے خوف" اس کو دو حرکات کے برابر کھینچ کر پڑھنا چاہیے۔

مد عوض

ایسے حرف پر وقف کرنے کی صورت میں ہوتا ہے جہاں دو زبر (تنوین) ہوں جیسے-**علیماً۔حکیماً**-۔اس کی مقدار دو حرکتوں کے برابر ہے۔

تفخیم وترقیق

تفخیم

کے معنی ہیں حرف کو موٹا بنا کر ادا کرنا۔

ترقیق

کے معنی ہیں حرف کو ہلکا بنا کر ادا کرنا۔

ایسا صرف دو حرف میں ہوتا ہے۔ل۔ر

ر۔میں تفخیم کی چند صورتیں

ر۔پر زبر ہو جیسے ۔رحمٰن۔

ر۔پر پیش ہو جیسے۔ نصراللہ۔

ر۔ساکن ہو لیکن اس کے ماقبل حرف پر زبر ہو جیسے۔ وانحر۔

ر۔ساکن ہو لیکن اس کے ماقبل حرف پر پیش ہو جیسے۔کُرہا۔

ر۔ ساکن اور اس کے ماقبل زیر ہو لیکن اس کے بعد حروف استعلاء (ص۔ض۔ط۔ظ۔غ۔ق۔خ) میں سے کوئی ایک حرف ہو جیسے۔**مرصادا**۔

ر۔ساکن ہو اور اس کے پہلے کسرہ عارض ہو جیسے۔**ارجعی**۔

ر۔میں ترقیق کی چند صورتیں

ر۔ساکن ہو اور اس کے ماقبل پر زیر ہو جیسے۔اصبر۔

ر۔ساکن ہو اور اس سے پہلے کوئی حرف لین ہو جیسے خیر۔ طور۔

-ل -میں تفخیم کی چند صورتیں

ل- سے پہلے حرف استعلاء میں سے کوئی حرف واقع ہو جیسے -**مطلع الفجر**-

ل- لفظ -اللہ- میں ہو اور اس سے پہلے زبر ہو جیسے - **قالَ اللّٰہ**-

ل- لفظ -اللہ- میں ہو اور اس سے پہلے پیش ہو جیسے -**عبدُ اللّٰہ**-

-ل -میں ترقیق کی صورتیں

ل- سے پہلے حروف استعلاء میں سے کوئی حرف نہ ہو جیسے -**کلم**-

ل- سے پہلے زیر ہو جیسے-**بسمِ اللّٰہ**

وقف و وصل

کسی عبارت کے پڑھنے میں انسان کو کبھی ٹھرنا پڑتا ہے اور کبھی ملانا پڑتا ہے ، ٹھرنے کا نام وقف ہے اور ملانے کا نام وصل ہے۔

وقف

وقف کے مختلف اسباب ہوتے ہیں۔ کبھی یہ وقف معنی کے تمام ہو جانے کی بناء پر ہوتا ہے اور کبھی سانس کے ٹوٹ جانے کی وجہ سے۔ دونوں صورتوں میں جس لفظ پر وقف کیا جائے اس کا ساکن کر دینا ضروری ہے۔

وصل

وصل کے لئے آخری حرف کا متحرک ہونا ضروری ہے تاکہ اگلے لفظ سے ملا کر پڑھنے میں آسانی ہو ورنہ ایسی صورت پیدا ہو جائے گی جو نہ وقف قرار پائے گا نہ وصل۔

وقف کی مختلف صورتیں

حرف - ت -پر وقف

اس صورت میں اگر -ت- کھینچ کر لکھی گئی ہے تو اسے -ت- ہی پڑھا جائے گا جیسے صلوات اور اگر گول -ۃ- لکھی گئی ہے تو حالت وقف میں -ہ- ہو جائے گی جیسے صلواۃ، حالت وقف میں صلواہ ہو جائے گی۔

تنوین پر وقف

-اگر تنوین دو زیر اور دو پیش سے ہو تو حرف، ساکن ہو جائے گا اور اگر دو زبر ہو تو تنوین کے بدلے الف پڑھا جائے گا مثال کے طور پر -نورٌ- اور -نورٍ- " کو -نور- پڑھا جائے گا اور - -نوراً- کو -نوراَ- پڑھا جائے گا۔

وقف و وصل کی غلط صورتیں

واضح ہو گیا کہ وقف و وصل کے قانون کے اعتبار سے حرکت کو باقی رکھتے ہوئے وقف کرنا صحیح ہے اور سکون کو باقی رکھتے ہوئے وصل کرنا صحیح نہیں ہے۔

وقف بحرکت

اس کا مطلب یہ ہے کہ وقف کیا جائے اور آخری حرف کو متحرک پڑھا جائے جیسے۔ مالک یوم الدینِ ایاک نعبد۔

وصل بسکون

اس کے معنی یہ ہیں کہ ایک لفظ کو دوسرے لفظ سے ملا کر پڑھا جائے لیکن پہلے لفظ کے آخری حرف کو ساکن رکھا جائے جیسے۔ الرحمٰن الرحیم ۔ مالک یوم الدین۔ کو ایک ساتھ ایک سانس میں پڑھ کر رحیم کی میم کو ساکن پڑھا جائے۔

وقف کے بعد

کسی لفظ پر ٹھہرنے کے لئے یہ بہر حال ضروری ہے کہ اسے ساکن کیا جائے لیکن اس کے بعد اس کی چند صورتیں ہو سکتی ہیں:

ا۔ حرف کو ساکن کر دیا جائے اسے اسکان کہتے ہیں جیسے۔ احد۔

۲۔ ساکن کرنے کے بعد پیش کی طرح ادا کیا جائے اسے اشمام کہا جاتا ہے جیسے۔ نستعین۔

۳۔ ساکن کرنے کے بعد ذرا سا زیر کا انداز پیدا کیا جائے اسے۔ روم۔ کہا جاتا ہے جیسے۔ علیہ۔۔

۴۔ساکن کرنے کے بعد زیر کو زیادہ ظاہر کیا جائے اسے اختلاس کہتے ہیں جیسے صالح

اقسام وقف

کسی مقام پر ٹھرنے کی چار صورتیں ہو سکتی ہیں :

ا۔اس مقام پر ٹھرا جائے جہاں بات لفظ و معنی دونوں اعتبار سے تمام ہو جائے۔ جیسے -مالک یوم الدین-۔ کہ اس جملہ کا بعد کے جملہ -ایاک نعبد وایاک نستعین- سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

۲۔اس مقام پر ٹھرا جائے جہاں ایک بات تمام ہو جائے لیکن دوسری بھی اس سے متعلق ہو جیسے-ممّا رزقنا ہم ینفقون - کہ اس منزل پر یہ جملہ تمام ہو گیا ہے لیکن بعد کا جملہ - والذین یومنون -۔۔ بھی انہیں لوگوں کے اوصاف میں سے ہے جن کا تذکرہ گزشتہ جملہ میں تھا۔

۳۔اس مقام پر وقف کیا جائے جہاں معنی تمام ہو جائے لیکن بعد کا لفظ پہلے ہی لفظ سے متعلق ہو جیسے - الحمد للہ - پر وقف کیا جا سکتا ہے لیکن -رب العالمین- لفظی اعتبار سے اس کی صفت ہے الگ سے کوئی جملہ نہیں۔

۴۔اس مقام پر وقف کیا جائے جہاں نہ لفظ تمام ہو نہ معنیٰ جیسے - مالک یوم الدین" "میں لفظ -مالک -پر وقف کہ یہ بغیر -یوم الدین -کے نہ لفظی اعتبار سے تمام ہے اور نہ معنا کے اعتبار سے۔ایسے مواقع پر وقف نہیں کرنا چاہئے۔

وقف جائز و لازم

وقف کے مواقع پر کبھی کبھی بعد کے لفظ سے ملا دینے میں معنی بالکل بدل جاتے ہیں جیسے " لم یجعل لہ عوجا۔ قیما " کہ عوجا اور قیما کے درمیان وقف لازم ہے ورنہ معنی منقلب ہو جائیں گے۔پروردگار یہ کہنا چاہتا ہے کہ ہمارے قانون میں کوئی کجی نہیں ہے اور وہ قیم (سیدھا) ہے۔اگر دونوں کو ملا دیا گیا تو مطلب یہ ہوگا کہ ہماری کتاب میں نہ کجی ہے اور نہ راستی اور یہ بالکل غلط ہے۔ایسے وقف کو وقف لازم کہا جاتا ہے اور اس کے علاوہ جملہ اوقاف جائز ہیں۔

رموز اوقاف قرآن

دنیا کی دوسری کتابوں کی عبارتوں کی طرح قرآن مجید میں بھی وصل و وقف کے مقامات ہیں ۔ بعض مقامات پر معنی تمام ہو جاتے ہیں اور بعض جگہوں پر سلسلہ باقی رہتا ہے اور چونکہ ان امور کا امتیاز ہر شخص کے بس کی بات نہیں ہے اس لئے حضرات قاریان کرام نے ان کی جگہیں معین کر دی ہیں اور ان کے احکام و علامات بھی مقرر

کر دئے ہیں تاکہ پڑھنے والے کو سہولت ہو اور وقف کی جگہ وصل یا وصل کی جگہ وقف کرکے معنی کی تحریف کا خطاکار نہ ہو جائے۔

ان مقامات کے علاوہ کسی مقام پر سانس ٹوٹ جائے تو آخری حرف کو ساکن کر دیا جائے اور دوبارہ پہلے لفظ سے تلاوت شروع کی جائے تاکہ کلام کے تسلسل پر کوئی اثر نہ پڑے

۔عام طور پر قرآن کریم میں حسب ذیل رموز وعلامات ہوتے ہیں :

ظ۔ جہاں بات پوری ہو جاتی ہے وہاں یہ علامت ہوتی ہے۔

م۔اس مقام پر وقف لازم ہے لہٰذا ملا کر پڑھنے سے معنی بدل جائیں گے۔

ط۔ وقف مطلق کی علامت ہے لہٰذا یہاں وقف کرنا بہتر ہے۔

ج۔ وقف جائز کی علامت ہے لہٰذا ملا کر بھی پڑھا جاسکتا ہے لیکن وقف کرنا بہتر ہے

۔

ز۔ ٹھرنا جائز ہے البتہ ملا کر پڑھنا بہتر ہے۔

ص۔ وقف کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ مگر اس شرط کے ساتھ کہ دوبارہ ایک لفظ کو پہلے سے دہرا کر شروع کرے۔

صل۔ قد یوصل کا خلاصہ ہے۔ یعنی یہاں کبھی ٹھرا بھی جاتا ہے اور کبھی نہیں لیکن ٹھرنا بہتر ہے۔

صلی۔ الوصل اولیٰ کا خلاصہ ہے یعنی ملا کر پڑھنا بہتر ہے۔ اگرچہ وقف کرنا بھی غلط نہیں ہے۔

ق۔ قسیل علیہ الوقف کا خلاصہ ہے یہاں نہیں ٹھرنا چاہئے۔

قف۔ یہ علامت ہے کہ یہاں وقف ہونا چاہئے۔

س یا سکتہ۔ سکتہ کی نشانی ہے کہ یہاں قدرے ٹھر کر آگے بڑھنا چاہئے لیکن سانس نہ ٹوٹے۔

وقفہ۔ لمبے سکتہ کی نشانی ہے۔ یہاں سکتہ کی بہ نسبت زیادہ ٹھرنا چاہئے مگر سانس نہ توڑے۔

لا۔ اگر درمیان آیت میں ہو تو وقف نہیں کرنا چاہئے اور آخر آیت پر ہو تو اختیار ہے ٹھرے یا نہ ٹھرے۔

.. ۔ معانقہ ہے۔ یعنی دو لفظوں یا عبارتوں کے قبل یا بعد یہ علامت ہوتی ہے ان میں ایک جگہ وقف کرنا چاہئے اور ایک جگہ وصل۔

ک۔ کذٰلک کا مختصر ہے یعنی اس وقف کا حکم اس کے پہلے والے وقف کا ہے۔ وہ لازم تھا تو یہ بھی لازم ہے اور وہ جائز تھا تو یہ بھی جائز ہے۔

کیفیت حرکات

وقف کے ساکن کی طرح حرکات کو بھی ادا کرنے کے مختلف طریقے ہیں جن میں مشہور اشباع اور امالہ ہے۔

اشباع

-حرف کے زیر یا پیش کو اتنا زور دے کر ادا کیا جائے کہ -ی- اور -واؤ- کی آواز پیدا ہو جائے اور یہ اس وقت ہو گا جب پیش سے پہلے زیر یا پیش ہو اور اس کے بعد والے حرف پر بھی کوئی حرکت ہو جیسے -ایاك نعبد وایاك نستعین -کے- نعبد -کے دال کے پیش کو اشباع کے ساتھ ادا کیا جائے گا یعنی دال میں واؤ کی آواز پیدا کی جائے گی اور- **انا انزلناہ**- کی -**ہ**- میں یہ بات نہ ہو گی کہ اس کے پہلے -**الف**- ساکن ہے۔

اسی طرح جب زیر کے پہلے زیر ہو گا اور بعد میں بھی کوئی حرکت ہو گی تو اشباع کیا جائے گا جیسے- **مالک یوم الدین- فصل لربک- کہ- مالک- کے- کاف -اور"لربک- کے- لام**- میں اشباع کیا جائے گا۔

امالہ

جہاں۔بر۔میں اشباع نہیں ہوتا وہاں امالہ ہوتا ہے یعنی جب واؤ یا یائے ساکن سے پہلے زبر آئے تو زیر کو اس -واؤ- یا- ی- کی طرف جھکا کر اس طرح ادا کریں کہ - واؤ- یا- ی- کی کچھ آواز نکلے جیسے" **یَوم۔غیر-**

ضمیر

احکام حروف و حرکات کے بعد یہ جاننا ضروری ہے کہ احکام کیا ہوں گے اور انہیں کس مقام پر ساکن کیا جائے گا اور کہاں با قاعدہ یاد رکھا جائے گا۔

ضمیر سے مراد وہ کلمات ہیں جو نام کے بدلے اختصار کے طور پر۔ استعمال ہوتے ہیں جیسے ۃ۔ہ۔ وغیرہ

اس ضمیر -ہ- کا قانون یہ ہے کہ اگر اس سے پہلے زیر، زبر یا پیش ہو تو اسے با قاعدہ ادا کیا جائے گا جیسے -**لَہ۔بِہ۔کُلُّ۔ہ-** وغیرہ کہ یہاں" ہ- کو اشباع کے ساتھ با قاعدہ ادا کیا جائے گا اور اگر- ہ- سے پہلے حرف ساکن ہے تو اسے مختصر کر دیا جائے گا جیسے- **مَنْہُ-فِیْہِ-اِلَیْہِ** کے یہاں -ہ -کا تلفظ صرف ایک جھٹکے سے ادا ہو گا اور بس۔